از عدالت الاعظمیٰ

رام پرسادوشوکرما

بنام

دی چیرمین، انڈسٹریل ٹریبونل

(پی۔بی گجیندر اگڈکار، کے۔این۔وانچواور کے۔سی۔داس گپتا، جسٹسز۔)

صنعتی تنازعہ-مزدور کی برطرفی-یونین کے ذریعہ اٹھایا گیا صنعتی تنازعہ-ٹریبونل کے سامنے مزدور کی نمائندگی-صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 (14 آف 1947)، دفعات 2(k)، 36۔

اپیل کنندہ کی خدمات کو اس کے آجر کی طرف سے ختم کرنے پر اس کی یونین کی طرف سے ایک صنعتی تنازعہ کھڑا کیا گیا اور اس کی برطرفی کا سوال اور کئی دیگر تنازعات کو انڈسٹریل ٹریبونل کے پاس بھیج دیا گیا۔ کیس کے متعدد التوا کے بعد انتظامیہ اور یونین نے تنازعہ کے تمام نکات کو عدالت سے باہر طے کرتے ہوئے سمجھوتہ کی مشترکہ درخواست دائر کی۔ اس سے پہلے اپیل کنندہ نے ایک درخواست دائر کی جس میں یہ استدعا کی گئی کہ اسے یونین کے سیکرٹری کے بجائے اس کے دو ساتھی کارکنوں کو نمائندگی دینے کی اجازت دی جائے جن پر اسے یقین نہیں تھا اور جنہیں اس کی طرف سے سمجھوتہ کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ اس استدعا کو ٹریبونل نے اجازت نہیں دی جس نے سمجھوتہ کے معاملے میں ایک ایوارڈ دیا تھا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے ہائی کورٹ میں درخواست کی جس میں ٹریبونل کے اس حکم کو کالعدم قرار دینے کی درخواست کی گئی جس میں اسے اپنی پسند کے کسی شخص کی نمائندگی کرنے سے منع کیا گیا تھا اور ساتھ ہی ٹریبونل کو یہ ہدایت بھی کی گئی تھی کہ وہ سمجھوتہ ریکارڈ نہ کرے۔ ہائی کورٹ نے سمری درخواست خارج کر دی۔ خصوصی اجازت کی اپیل پر،

یہ کہا گیا کہ اپیل کنندہ علیحدہ نمائندگی کا حقدار نہیں تھا جب پہلے ہی یونین کے سیکرٹری کی طرف سے نمائندگی کی جا رہی تھی جس نے اس کے مقصد کی حمایت کی تھی۔ایک انفرادی کارکن اور آجر کے درمیان جھگڑا صنعتی تنازعہ نہیں ہوسکتا جیسا کہ صنعتی تنازعات ایکٹ کے دفعہ 2(k) میں بیان کیا گیا ہے جب تک کہ اسے مزدوروں کی یونین یا کافی تعداد میں کارکنان کے ذریعے نہ اٹھایا جائے۔جب کوئی فرد مزدور صنعتی تنازعات ایکٹ کے تحت تنازعہ کا فریق بنتا ہے تو وہ ایک فریق ہوتا ہے، نہ کہ اس یونین سے آزاد جس نے اس کے مقصد کی حمایت کی ہو۔

سنٹرل پروونس ٹرانسپورٹ سروس لمیٹڈ بمقابلہ راگھوناتھ گوپال پٹواردھن، (1954) ایس سی آر 956، پیروی کی۔

اگرچہ اس معاملے میں کوئی عمومی اصول طے نہیں کیا جا سکتا، لیکن عام اصول یہ ہونا چاہیے کہ ٹریڈ یونین کے افسر کی نمائندگی پوری کارروائی کے دوران جاری رہے، غیر معمولی حالات کی عدم موجودگی میں متعلقہ مزدور کی دوسری نمائندگی کا جواز پیش کیا جائے۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 31 آف 1960۔

1957 کے متفرق عدالتی کیس نمبر 165 میں پٹنہ ہائی کورٹ کے 14 مارچ 1957 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

پی۔کے۔چٹرجی، اپیل کنندہ کیلئے۔

ایس۔پی۔ورما، جواب دہندگان نمبرات 1 اور 4 کیلئے۔

نونی کومار چکرورتی اور بی۔پی۔مہیشوری، جواب دہندہ نمبر 2 کیلئے۔

12 دسمبر 1960 کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس داس گپتا _ خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل پٹنہ میں عدالت عالیہ کے اس حکم کے خلاف ہے جس میں آئین کے آرٹیکل 226 اور آرٹیکل 227 کے تحت پہلے سے بھیجی گئی اپیل کنندہ کی درخواست کو خارج کر دیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ باٹا شو کمپنی (پرائیویٹ) لمیٹڈ کی دیگھا فیکٹری میں اکتوبر 1943 سے ملازم تھا۔ 13 جنوری 1954 کو کمپنی کی انتظامیہ نے اسے چارج شیٹ پیش کی جس میں یہ الزام لگایا گیا کہ وہ یونین مخالف کام کر رہا ہے۔ کام کے اوقات کے دوران فیکٹری کے اندر سرگرمیاں اور اسی طرح کمپنی کے اسٹینڈنگ آرڈرز اور رولز کے دفعہ 12B(1) کے تحت قصوروار تھا۔ 14 جنوری کو اس نے تحریری جواب جمع کرایا جس میں الزام سے انکار کیا گیا اور معافی مانگنے کو کہا گیا۔ 15 جنوری کو، انتظامیہ نے 18 جنوری 1954 سے ان کی خدمات کو ختم کرنے کا حکم دیا۔ ایک نوٹیفکیشن مورخہ 29 اپریل 1955۔ یونین اور انتظامیہ کی طرف سے تحریری بیانات داخل کرنے کے بعد 20 فروری 1956 کو پٹنہ میں سماعت کے لیے مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد ٹربیونل کی طرف سے دونوں فریقین کی طرف سے دائر کی گئی مشترکہ درخواست پر متعدد التوا دیے گئے جس میں کہا گیا تھا کہ تمام تنازعات پر سمجھوتہ ہونے والا ہے۔ 16 نومبر 1956 کو، ٹربیونل نے 20 دسمبر 1956 کو "سمجھوتہ دائر کرنے یا سماعت کے لیے" طے کرنے کا حکم دیا۔ 20 دسمبر 1956 کو تاہم وقت کے لیے نئی درخواست دائر کی گئی لیکن کہا گیا کہ کچھ معاملات پر معاہدہ ہو چکا ہے اور باقی معاملات طے کرنے کا موقع مانگا گیا۔ تاہم اس کیس کی سماعت 21 جنوری 1957 تک ملتوی کر دی گئی تھی تاکہ سمجھوتہ یا سماعت درج کرائی جا سکے۔ اس تاریخ کو دوبارہ درخواست دائر کی گئی اور یکم فروری 1957 تک وقت میں مزید توسیع کی اجازت دی گئی۔ 31 جنوری کو فریقین، یعنی انتظامیہ اور یونین نے عدالت سے باہر کے تنازعات کے تمام نکات کو حل کرنے کے لیے سمجھوتہ کی مشترکہ درخواست دائر کی۔

اس سے پہلے، 12 جنوری 1957 کو، موجودہ اپیل کنندہ نے ایک درخواست دی تھی جس میں یہ استدعا کی گئی تھی کہ ڈی این گنگولی اور ایم پی گپتا، ان کے دو ساتھی کارکنوں کو یونین کے سکریٹری فتح سنگھ کی بجائے ٹربیونل کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اور یہ کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کے کیس کی نمائندگی فتح سنگھ کرے کیونکہ اسے ان پر یقین نہیں تھا۔ اس درخواست کو ٹربیونل نے 26 فروری 1957 کے ایک حکم کے ذریعے خارج کر دیا تھا۔ 7 مارچ 1957 کو اپیل کنندہ نے ایک نئی درخواست دائر کی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ اس نے فتح سنگھ کو اپنے کیس میں کوئی معاہدہ کرنے کا اختیار نہیں دیا تھا اور استدعا کی تھی کہ معاہدے کے احترام میں دائر کیا جائے۔ اس کے کیس کو قبول نہیں کیا جانا چاہیے اور کیس کے نمٹانے سے پہلے اس کی اور اس کے ایجنٹوں کو سنا جانا چاہیے۔ ٹربیونل نے اس استدعا کی اجازت نہیں دی اور 11

مارچ 1957 کے ایک حکم نامے کے ذریعے سمجھوتہ کی درخواست کے حوالے سے ایک ایوارڈ دیا گیا۔

اپیل کنندہ نے 13 مارچ 1957 کو پٹنہ ہائی کورٹ میں اپنی درخواست دائر کی، جس میں ٹربیونل کے 26 فروری 1957 کے حکم کو منسوخ کرنے کے لیے ایک مناسب رٹ یا ہدایت جاری کرنے کی درخواست کی گئی، جس کے ذریعے ٹربیونل نے اپنے ہی ایک شخص کی نمائندگی کی اس کی درخواست کو مسترد کر دیا تھا۔ یونین کے سیکرٹری فتح سنگھ کی جگہ انتخاب، اس درخواست میں ٹربیونل کو اس ہدایت کے لیے بھی استدعا کی گئی تھی کہ وہ اپیل کنندہ کے کیس سے متعلق سمجھوتہ کو ریکارڈ نہ کرے اور تصفیہ کا حوالہ دیئے بغیر اور معاملے کے مناسب فیصلے پر اپنا فیصلہ دے دے۔ ہائی کورٹ نے اس درخواست کو سرسری طور پر خارج کر دیا۔ یہ برطرفی کے حکم کے خلاف ہے کہ خصوصی اجازت کے ذریعے موجودہ اپیل کو ترجیح دی گئی ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ٹربیونل نے یونین کے سکریٹری فتح سنگھ کے بجائے اس کی اپنی پسند کے کسی فرد کی نمائندگی کرنے کی درخواست کو مسترد کرنے اور اس کے بعد اس کی بنیاد پر ایوارڈ دینے میں سنگین غلطی کی ہے۔ حوالہ واضح رہے کہ جس تاریخ کو ہائی کورٹ میں درخواست دی گئی تھی اس دن ایوارڈ ہو چکا تھا اس لیے ٹربیونل سے ایوارڈ نہ دینے کی درخواست کے مطابق کوئی ہدایت نہیں ہو سکتی تھی۔ تاہم اگر اپیل کنندہ کا یہ استدلال کہ ٹربیونل نے علیحدہ نمائندگی کے لیے اس کی درخواست کو مسترد کرنے میں غلطی کی ہے تو وہ اس حکم کا حقدار ہوتا جس میں اسے نمائندگی کے سوال کے ساتھ ساتھ اس ایوارڈ کے حوالے سے بھی مناسب ریلیف دیا جاتا۔

اس لیے ہمارے عزم کے لیے واحد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اپیل کنندہ اس حقیقت کے باوجود کہ جس یونین نے اس کے مقصد کی حمایت کی تھی، اس کی نمائندگی اس کے سیکریٹری فتح سنگھ کر رہے تھے، کیا وہ علیحدہ نمائندگی کا حقدار تھا۔ اپیل کنندہ کا استدلال یہ ہے کہ وہ اپنے طور پر تنازعہ کا فریق تھا اور اس لیے اپنی پسند کے مطابق نمائندگی کا حقدار تھا۔ سوال یہ ہے کہ جب یونین کے ذریعہ کسی انفرادی ورک مین سے متعلق تنازعہ اٹھایا جاتا ہے، جس کا ورک مین ایک ممبر ہوتا ہے، عام طور پر ورکرز کو متاثر کرنے والے معاملے کے طور پر اور اس بنیاد پر انڈسٹریل ڈسپیوٹ ایکٹ کے تحت ایک حوالہ دیا جاتا ہے، انفرادی ورک مین دعویٰ کر سکتا ہے۔ یونین کے بارے میں آزادانہ طور پر سنا جانا بلاشبہ کچھ اہمیت کا حامل ہے۔ صنعتی تنازعات ایکٹ کے دفعہ 36 کے ذریعہ ایک مزدور کی نمائندگی کا سوال جو تنازعہ کا فریق ہے۔ اس دفعہ میں کہا گیا ہے کہ ایسے کارکن کو ایکٹ کے تحت کسی بھی کارروائی میں نمائندگی کرنے کا حق حاصل ہے، (a) رجسٹرڈ ٹریڈ یونین کا ایک افسر جس کا وہ ممبر ہے، (b) ٹریڈ یونینوں کی فیڈریشن کا افسر جس کو ٹریڈ یونین جس کا وہ ممبر ہے اس سے

وابستہ ہے اور (c) جہاں متعلقہ ورک مین کسی بھی ٹریڈ یونین کا ممبر نہیں ہے اس انڈسٹری سے متعلقہ کسی ٹریڈ یونین کے افسر یا اس صنعت میں ملازم کسی دوسرے ورک مین کے ذریعے۔ اپیل کنندہ ایک ٹریڈ یونین کا ممبر تھا اور ٹریبونل کے سامنے اس کی نمائندگی اس یونین کے ایک افسر، اس کے سیکرٹری، فتح سنگھ نے کی تھی۔ جب اپیل کنندہ نے علیحدہ نمائندگی کے لیے اپنی درخواست دائر کی تو یہ افسر، اپیل کنندہ کی جانب سے کارروائی کے انعقاد کا انچارج تھا۔ اس تاریخ سے پہلے کبھی اپیل کنندہ نے اس نمائندگی پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا۔ سوال یہ ہے کہ، چاہے، جب اس کے بعد اس نے سوچا کہ اس کے مفادات اس کے نمائندے کے ذریعہ قربان کیے جا رہے ہیں، تو وہ اس نمائندگی کو منسوخ کرنے کا دعویٰ کر سکتا ہے، اور کسی اور کے ذریعہ نمائندگی کرنے کا دعوی کر سکتا ہے۔ اس سوال کا فیصلہ کرتے ہوئے، ہمیں ایک طرف صنعتی تنازعات کے حل میں اجتماعی سودے بازی کی اہمیت کو یاد رکھنا ہوگا اور دوسری طرف یہ اصول ہے کہ تنازعہ کے فریق کی منصفانہ سماعت ہونی چاہیے۔ اس اصول کے تقاضوں کا جائزہ لیتے ہوئے اس حقیقت کو بھی ذہن میں رکھنا ضروری اور مناسب ہے کہ جب کوئی فرد مزدور صنعتی تنازعات ایکٹ کے تحت تنازعہ کا فریق بنتا ہے تو وہ ایک فریق ہوتا ہے، آزادانہ طور پر اس یونین کا نہیں جس نے اس کی حمایت کی ہو۔ وجہ اب یہ بات اچھی طرح سے طے پا گئی ہے کہ ایک فرد اور آجر کے درمیان تنازعہ صنعتی تنازعہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ صنعتی تنازعات ایکٹ کے دفعہ 2(k) میں بیان کیا گیا ہے جب تک کہ اسے مزدوروں کی یونین یا کافی تعداد میں نہ اٹھایا جائے۔ کارکنوں کی . سنٹرل پروانس ٹرانسپورٹ سروس لمیٹڈ بمقابلہ رگھوناتھ گوپال پٹوردھن مسٹر جسٹس وینکٹاراما ایّار نے عدالت کی طرف سے بات کرتے ہوئے اس معاملے میں متعدد فیصلوں پر غور کرنے کے بعد نشاندہی کی کہ عدالتی رائے کی اہمیت واضح طور پر اس نظریے کے حق میں تھی کہ ایک آجر اور ایک کے درمیان تنازعہ۔ اکیلا ملازم ایک صنعتی تنازعہ نہیں ہو سکتا لیکن یہ ایک بن سکتا ہے اگر اسے کسی یونین یا متعدد کارکنان نے اٹھایا۔ "اس کے باوجود کہ دفعہ 2 (کے) کی زبان ایک آجر اور ایک ملازم کے درمیان تنازعات کو پورا کرنے کے لئے کافی وسیع ہے"، فاضل جج نے مشاہدہ کیا، "صنعتی تنازعات ایکٹ کی اسکیم اس بات پر غور کرتی ہے کہ اس میں فراہم کردہ مشینری صرف ان تنازعات کے تصفیہ کے لیے تحریک شروع کی گئی جس میں ایک طبقے کے طور پر مزدوروں کے حقوق شامل ہوں اور یہ کہ کسی مزدور کے انفرادی حقوق کو چھونے والا تنازعہ ایکٹ کے تحت فیصلے کا موضوع نہیں تھا، جب اسے یونین یا بہت سے کارکن نے نہیں اٹھایا تھا"۔

یہ نظریہ جس کی عدالت نے بعد کے کئی فیصلوں میں دوبارہ تصدیق کی ہے، جدید صنعتی زندگی میں مزدور اور آجروں کے درمیان اجتماعی سودے بازی کی بڑی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے۔ یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہے کہ اجتماعی سودے بازی کے دنوں سے پہلے اپنے آجر سے سروس کے معاہدوں کے لیے معقول شرائط حاصل کرنے میں کس طرح بہت زیادہ نقصان ہوتا تھا۔ جیسا کہ ملک میں ٹریڈ یونینوں کی ترقی ہوئی اور اجتماعی سودے بازی کا اصول بن گیا، آجروں نے نہ صرف معاہدوں کو بنانے یا اس میں ترمیم کرنے کے لیے بلکہ تادیبی کارروائی کے معاملے میں، انفرادی ورکرز کے بجائے ورکرز کے نمائندوں کے ساتھ معاملہ کرنا ضروری اور آسان سمجھا۔ ایک یا زیادہ کارکنوں کے خلاف اور دیگر تمام تنازعات کے حوالے سے۔

اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انفرادی مزدور کسی بھی مرحلے پر یونین سے آزادانہ طور پر صنعتی تنازعہ کا فریق نہیں ہے۔ یونین یا وہ کارکن جنہوں نے اپنی کفالت سے انفرادی تنازعہ کو صنعتی تنازعہ میں بدل دیا ہے، لہٰذا وہ ٹریبونل کے سامنے کارروائی کے انعقاد میں اپنا موقف رکھنے کا دعویٰ کرسکتے ہیں۔

یہ سوچنا غیر معقول نہیں ہے کہ دفعہ 36 صنعتی تنازعات ایکٹ اس پوزیشن کو تسلیم کرتی ہے، یہ فراہم کرتے ہوئے کہ کام کرنے والا جو کسی تنازعہ کا فریق ہے اس کی نمائندگی رجسٹرڈ ٹریڈ یونین کا ایک افسر کرے گا جس کا وہ رکن ہے۔ اگرچہ اس معاملے میں عمومی اصول وضع کرنے کی کوشش کرنا غیر دانشمندانہ اور واقعی ناممکن ہوگا، لیکن ہماری رائے میں عام اصول یہ ہونا چاہیے کہ ٹریڈ یونین کے کسی افسر کی طرف سے اس طرح کی نمائندگی غیر معمولی حالات کی عدم موجودگی میں پوری کارروائی کے دوران جاری رہنی چاہیے۔ ٹریبونل کو متعلقہ کارکن کی دوسری نمائندگی کی اجازت دینے کا جواز پیش کرسکتا ہے۔ ہم اس بات سے مطمئن نہیں ہیں کہ موجودہ کیس میں ایسے کوئی غیر معمولی حالات تھے۔ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ یونین کے سکریٹری فتح سنگھ نے خود اپیل کنندہ کے خلاف شکایت کی تھی جس کے نتیجے میں برخاستگی کا حکم دیا گیا تھا۔ تاہم یہ دیکھنا ہوگا کہ ہر چیز کے باوجود یونین نے اس اپیل کنندہ کے برطرفی کے خلاف اپنا مقدمہ خود ہی اٹھایا۔ اس وقت بھی فتح سنگھ یونین کے سیکرٹری تھے۔ اگر یونین نے اس کا مقدمہ نہ اٹھایا ہوتا تو کوئی حوالہ نہ ہوتا۔ تمام حالات کے پیش نظر ہماری رائے ہے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ٹریبونل نے یونین کے سیکرٹری فتح سنگھ کو ترجیح دیتے ہوئے اپنی پسند کے نمائندوں کے ذریعے اپیل کنندہ کی درخواست کو مسترد کرنے میں کوئی غلطی کی ہے۔

آخری حربے کے طور پر، اپیل کنندہ کے فاضل وکیل اس بات پر زور دینا چاہتے تھے کہ یونین کے سکریٹری کو یونین کی جانب سے کوئی سمجھوتہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ایسی کوئی درخواست نہ تو ٹریبونل کے سامنے اپیل کنندہ کی درخواست میں اور نہ ہی آئین کے آرٹیکل 226 اور 227 کے تحت

ہائی کورٹ کو دی گئی درخواست میں لی گئی۔ کیا درحقیقت سیکرٹری کے پاس سمجھوتہ کرنے کا کوئی اختیار تھا یہ ایک حقیقت کا سوال ہے جسے اس مرحلے پر اٹھانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

ہائیکورٹ کے روبرو درخواست میں یہ بھی کہا گیا کہ سمجھوتہ ملی بھگت اور بدنیتی پر مبنی تھا۔ اپیل کنندہ کی برطرفی سے متعلق تنازعہ کے سمجھوتے کی شرائط یہ تھیں کہ اسے دوبارہ ملازمت نہیں ملے گی، لیکن "انسانی ہمدردی کی بنیاد پر کمپنی نے بغیر کسی تعصب کے صرف 1000 روپے (ایک ہزار روپے) کی ایکس گریشیا رقم ادا کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔" اس کو کسی نتیجے پر پہنچنے کے لیے ریکارڈ پر کوئی ایسا مواد موجود نہیں ہے کہ یہ سمجھوتہ اس میں شامل نہیں تھا جس میں خود مزدور کے بہترین مفادات سمجھے جاتے تھے۔

ہماری رائے میں، ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو اپیل کنندہ کی رٹ کے لیے درخواست کو مسترد کرنے کے ہائی کورٹ کے حکم میں مداخلت کرنے کا جواز فراہم کرے۔ اس کے مطابق اپیل خارج کی جاتی ہے۔ اخراجات کا کوئی حکم نہیں ہوگا۔

سماعت کے دوران کمپنی کے فاضل وکیل مسٹر چکرورتی نے کمپنی کی جانب سے بیان دیا کہ روپے کی رقم کے علاوہ۔ 1,000 جو کمپنی نے اپیل کنندہ کو تصفیہ کی مدت کے طور پر ادا کرنے پر رضامندی ظاہر کی تھی کمپنی مزید روپے کی رقم ادا کرے گی۔ 500 (پانچ سو روپے) صرف ایکس گریشیا اور بغیر کسی تعصب کے۔ ہمیں یقین ہے کہ کمپنی کی طرف سے وکیل کے اس بیان کا احترام کیا جائے گا۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.04.02 12:22
I attest to the accuracy and integrity of this document